رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت فضل عمر کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(۲) صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب لاہور سے واپس تشریف لے آئے۔ آپ کی اہلیہ مکرمہ بہت بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت بخشے ۔

(۳) حضرت تائی صاحبہ (حرمت بی بی) جن کا بیعت کر لینا ایک زندہ نشان صداقت خلافت ثانیہ ہے) نے وصیت فرمائی ہے۔ ایکہزار روپیہ کے زیور کا پانچواں حصہ۔ سو روپیہ نقد دیدیا ہے۔ اور بقیہ سو بھی جلد ادا فرمائینگی ۔ (۴) زوجہ محترمہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی چار ہزار کے عشر چار سو روپیہ کی وصیت فرمائی ہے۔ خان بہادر موصوف کا تمام خاندان خدا کے فضل سے احمدی اور معتقد خلافت ثانیہ ہے ۔

(۴) ۲۶ اپریل کے وکیل میں چھپا ہے کہ انجمن احمدیہ امرتسر و انجمن حفظ المسلمین امرتسر کے درمیان حیات وممات مسیح وحضرت مرزا صاحب کے دعاوی و پیشگوئیوں کی صداقت وبطالت پر بمکان ڈاکٹر سیف الدین بیرسٹر ۲۹ و ۳۰ اپریل کو ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک مباحثہ ہو گا۔ احمدیوں کی طرف سے مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی اور محمدیوں کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل مناظر ہیں۔ بحث تحریری ہوگی پرچہ لکھنے کے بعد سنایا جائے گا۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ

(۵) جناب جان دلاور خان صاحب پشاور رجوا کسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا کام کر سکتے ہیں تشریف لائے (۶) جمعرات شیخ عبد الخالق صاحب نے بائبل کی تحریف لفظی و معنوی پر جلسہ انجمن ارشاد میں دلچسپ تقریر کی ۔

اخبار احمدیہ

ایک بچے کی تبلیغ

جاٹ ۱۹۲ سے دین محمد وماہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ایک احمدی لڑکے مسمی عبد الحمید نے ہمیں تبلیغ کی۔ اور کتاب نزول المسیح پڑھ کر سنائی اور سمجھائی ہم دونوں کے قلب نے گواہی دی کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے نبی ہیں۔ ہمیں سلسلہ میں داخل فرمایا جاوے ۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

Digtized by Khilafat Library

مکتوب دہلی (۱) حکیم خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں ۔ فوارہ پر لیکچر دیتے ہوئے بندہ نے مسیح موعود کو بھی پیش کیا ۔ اصل مضمون قربانی پر تھا ۔ بیان کیا کہ قربانیاں صرف جانوں کی ہی نہیں ہوتیں ۔ بلکہ جان مال علم کی بھی ہوتی ہیں ۔ اور برادری اور سوسائٹیوں کی بھی ہوتی ہیں اور ان قربانیوں کا موقعہ کسی نبی کسی مامور کسی امام کی بعثت پر ہوا کرتا ہے ۔ لوگوں نے مضمون کو بہت دلچسپی سے سُنا ۔ اگرچہ حضرت اقدس کے ذکر سے بعض کی پیشانیوں پر بل بھی پڑے ۔

مکتوب دہلی (۲) حشمت علی نام چکڑالوی سے نبوت اور وحی پر گفتگو ہوئی ۔ اسکی تقریر کے بعد جب میں نے بولنا شروع کیا ۔ تو بہت گھبرایا ۔ اور شور کرنے لگا ۔ میں نے اسکے ساتھیوں کو جو تقریر دلچسپی سے سن رہے تھے ۔ کہا ۔ سننا ہے سنو ۔ ورنہ میں ختم کرتا ہوں ۔ اسپر انہوں نے کہا ہم ضرور سنینگے ۔ آپ سنائیں ۔ لوگوں نے اور میر مجلس نے جسکو وہ اپنا حمایتی خیال کرتا تھا ۔ اسے ذلیل کیا ۔ آخر بڑی ذلت کے ساتھ رخصت ہوا ۔

جمعہ کے روز خاکسار کی تقریر اُم الالسنہ تحمیل شریعت اور ان اعتراضات کے جوابات میں تھی ۔ جو آریہ پنڈت نے سلسلہ احمدیہ پر کئے تھے ۔ حضرت مسیح موعود کو اسلام کے برکات کا تازہ ثبوت پیش کیا گیا ۔ ہندو اور مسلمان کثرت سے موجود تھے ۔

نذر ایک صاحب نے نذر مانی ہے کہ اگر امتحان میں پاس ہو گیا تو قرآن شریف حفظ کرونگا ۔ یہ نذر کا بہت اچھا طریق ہے ۔ اللہ تعالیٰ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

سمندری برادر محمد افضل ٹھیکیدار سمندری سے تحریر کرتے ہیں کہ یہاں صرف ایک آدمی کے ذریعہ احمدیت کیطرف مبدل ہوئے ہیں ۔ اس آدمی کے ساتھ اب کوئی کلام نہیں کرتا ۔ حالانکہ پہلے لوگ اس کے گہرے دوست اور معتقد تھے ۔ (خدا تعالیٰ رحم کرے ان لوگوں کی حالت پر)

(۳) مولوی ابو رشید صاحب نے اہلحدیث کو کھلم کھلا چیلنج دیا ہے کہ میں وفات مسیح کا قائل ہوں ۔ اگر کوئی اس کے خلاف ثبوت رکھتا ہے تو پیش کرے ۔ میں سننے اور جواب دینے کو تیار ہوں ۔

ایک دشمن سلسلہ سے مباحثہ سراج الدین سکرٹری انجمن احمدیہ سمبڑیال تحریر فرماتے ہیں ۔ نادر شاہ نام مولوی فاضل نے اب ملکھانوالہ کے غیر احمدیوں کو اکیلے نو مبائع احمدی کے برخلاف بھڑکایا ۔ مجبور ہو کر وہ بیچارا محمد الدین صاحب کو گوجاک سے اسکے مقابلہ کے لئے لایا ۔ خاکسار کو پتہ لگا ۔ تو یہ خود بھی پہنچ گیا ۔ ماسٹر ہردیال کے مکان پر ٹھہرے ۔ (جماعت سمبڑیال ان کا شکریہ ادا کرتی ہے ۔ بہت اخلاق سے پیش آئے ۔) لوگوں کو کہا کہ مباحثہ کے شرائط طے کر لو ۔ تاکہ ہم اپنے مولوی قادیان سے بلوالیں لیکن وہ کہتے تھے ۔ مسجد میں چلو ۔ جسپر کہا گیا کہ امن کے ذمہ دار بنو ۔ مولوی نے لوگوں کو سکھایا ہے کہ عیسیٰ و موسیٰ سے ہمیں کیا کام ۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعویٰ کے متعلق گفتگو ہوا ۔ اخیر خاکسار مباحثہ کی شرائط کے لئے رقعہ دیکر چلا آیا ۔ کیونکہ ماسٹر صاحب جن کے مکان پر ہم ٹھہرے ہوئے تھے ۔ اپنی ڈیوٹی پر سیالکوٹ جانیوالے تھے ۔

تازہ خبریں

جرمن بحری حملہ :- لنڈن ۲۵ ۔ اپریل ۔ آج صبح بوقت ۴ بجے ایک جرمن جنگی جہازوں کا سکوڈرن بمعہ ہلکے کروزروں اور تباہ کن جہازوں کے لوویسٹافٹ میں نمودار ہوا ۔ مقامی بحری طاقت نے اس کا مقابلہ کیا ۔ قریب ۲۰ منٹ میں یہ بیڑہ جرمنی کو واپس آگیا ۔ اور ہمارے جہازوں نے اس کا تعاقب کیا ۔ دو برٹش ہلکے کروزر اور ایک تباہ کن جہاز مضروب ہوئے ۔ لیکن کوئی غرق نہیں ہوا ۔

مصر میں لڑائی :- لنڈن ۲۴ر اپریل ۔ ۲۳ر اپریل کو القنطرہ کے مشرق میں مقام قاتیہ میں لڑائی ہوئی ۔ دشمن کے پانچسو سپاہیوں نے ڈیوڈر میں ہماری چوکی پر زبردست حملہ کیا ۔ لیکن انہیں پسپا کر دیا گیا ۔ اور کمک پہنچ جانے پر دشمن پیچھے ہٹ گیا ۔ دشمن کے ۳۰ قیدی گرفتار کئے گئے اور ۷۰ مارے گئے ۔ دشمن کا بہت سخت نقصان ہوا ۔ موضع قاتیہ کو ہماری فوج کے ایک دستے نے برقرار رکھا ۔ دشمن نے پے در پے ۳ ہزار سپاہیوں کے ساتھ اسپر حملہ کیا ۔ سخت جنگ کے بعد ہمارے دستہ ہائے فوج پیچھے ہٹ گئے

مورچہ پر گولہ باری ۔ لنڈن ۲۴ر اپریل ۔ عراق عرب سے سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مورچہ سنایت پر ۲۳ر اپریل کے روز تمام دن گولہ باری جاری رکھی گئی ۔

جہازوں کی غرقابی ۔ لنڈن ۲۴ر اپریل ۔ مندرجہ ذیل جہاز غرق کئے گئے ہیں :-

سٹیمران خیلیٹ یانا اور ٹریگینٹل (برطانوی) جونز ریگوسٹ فوہرسینیرگ (اطالوی) جینل (فرانسیسی) اولگا (نارویجین)

لنڈن ۲۴ر اپریل ۔ لارڈ ہارڈنگ ہفتہ کے روز انگلستان پہنچ گئے ۔

جہازوں کا تصادم ۔ شنگھائی ۔ ڈہندہ کے درمیان جزائر چوسان کے جنوب کی طرف کروزر ہیٹنگس کی ایک چینی باربرداری کے جہاز سنیو سے ٹکر ہو گئی اور سینو غرق ہو گیا ۔ ایک ہزار فوجی سپاہیوں اور ملازمان جہاز میں سے اسوقت تک صرف ۱۳۰ ۔ آدمی بچائے گئے ہیں ۔

دجلہ پر ترکی نقصانات :- ۱۷ ۔ اپریل کو دجلہ پر ترکی جوابی حملے کے دوران میں دشمن کے ۱۳ ہزار آدمی ہلاک ہوئے جنہیں کہ جرمن افسر بھی شامل ہیں ۔

جبری بھرتی کے متعلق وزارت میں مصالحتی فیصلہ وزارت نے جو تجویز پاس کی ہے ۔ اگر ۶ ہفتوں کی بھرتی میں ۱۵ ہزار فی ہفتہ کی رفتار سے رنگروٹ حاصل نہ ہوئے تو عام جبری بھرتی کے طریق پر عمل کیا جائیگا ۔

مسٹر حسرت موہانی ۔ مسٹر حسرت موہانی کو علی گڈھ جیل سے نکالکر کسی اور جگہ لیجایا گیا ہے ۔

نائجیریا میں ایک اور احمدی نائجیریا مغربی افریقہ میں ایک صاحب جو اسی ملک کے باشندے اور محکمہ تعلیم میں ایک اعلیٰ آسامی پر سرفراز ہیں ۔ حضرت فضل عمر کے ہاتھ پر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں ۔ خدا تعالےٰ ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۱۶ء

میدانِ کارزار میں مسلم جان دینے والوں کی یادگار لنڈن میں

وفاداری اور جان نثاری کی قدر ومنزلت ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے۔ اور اس زمانہ میں بھی نہایت احسن طور پر کی جاتی ہے موجودہ ہنگامہ کارزار میں شامل ہونیوالوں اور خاصکر میدانِ جنگ میں جان دینے والوں کی خاطر ہمارے گورنمنٹ کے پیش نظر بہت سی مفید اور کارآمد تجاویز ہیں۔ اور وقت آنے پر ضرور ان کو عمل میں لایا جاوے گا۔ لیکن گورنمنٹ کی یہ رعایا نوازی فرداً فرداً رونما ہوگی یعنی ہر ایک بہادر کی بہادری اور جوان کی جوانمردی مدنظر رکھ کر اسکی یا اسکے ورثا کی حوصلہ افزائی کی جائیگی اور ایسا ہی ہونا بھی چاہئیے۔ کیونکہ ہر ایک شخص جسقدر میدانِ جنگ میں اپنی قوت بازو کے جوہر دکھاتا اور جان نثار کر دیتا ہے۔ وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسی کے مطابق اسکی قدردانی ہو۔ اس کے علاوہ مجموعی حیثیت سے یعنی تمام افرادِ قوم کی مشترکہ طور پر حوصلہ افزائی کرنا بھی ایک ایسا فعل ہے جو اپنے اندر خاص فوائد اور منافع رکھتا ہے اور اگر فرداً فرداً حوصلہ افزائی اور داددہی ایک خاندان کے اندر جوش عقیدت اور جذبہ وفاداری پیدا کر سکتی ہے تو مجموعی قدردانی تمام قوم کے اندر جان نثاری کا خاص جوش نمایاں کر سکتی ہے اسی بات کو مدنظر رکھ کر ولایت کے بعض اخبارات میں مسلم جان نثاروں کی یادگار کے متعلق یہ تحریک ہوئی ہے۔ کہ **لنڈن میں ایک عظیم الشان مسجد بنائی جائے**۔ اور یہ مسجد یورپین اصحاب اپنے چندے سے مسلم بہادروں کی بہادری اور وفاداری کی قدردانی میں تعمیر کردیں اور گورنمنٹ بھی اس میں مالی مدد دے۔ یہ تحریک واقع میں بہت مفید اور عمدہ ہے یہی وجہ ہے کہ اسکے محرک کو اکثر معزز اصحاب کیطرف سے حوصلہ افزا اور تعریفی خطوط موصول ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک معتدبہ طبقہ اس تحریک کے ساتھ متفق اور اس کا موئد ہے ✦

اگر یہ تحریک کامیاب ہوگئی۔ اور ہمیں امید ہے کہ ضرور کامیاب ہوجائیگی۔ تو اہل یورپ اور گورنمنٹ کی اپنی مسلمان رعایا کے بارے میں ایک ایسی قدردانی اور حوصلہ افزائی ہوگی۔ جو بے نظیر ہوگی۔ زمانہ گذرتا جائیگا اور نئی نسلیں پیدا ہوتی جائینگی۔ لیکن یہ انکی آنکھوں کے سامنے اور دلوں کے اندر موجود رہے گی اور انکے دل میں جذبہ وفاداری کے علاوہ جذبۂ اُلفت اور محبت کو بھی بڑھاتی رہے گی۔ کیونکہ آنے والی نسلیں جب یہ دیکھینگی۔ کہ ہمارے آباو اجداد کے سرزمین یورپ میں اپنی وفاداری اور عقیدت کے جوہر دکھاتے ہوئے جو خون کے چھینٹے گرتے تھے۔ ان کی قدر علاوہ دوسرے طریقوں کے مغربی سرزمین میں ایک خانہ خدا کی تعمیر کی شکل میں بھی رونما ہوئی ہے تو ان کے دل خوشی سے بھر جائینگے اور بے اختیار گورنمنٹ کی وفاداری کا جذبہ ان کے دلوں میں موجزن ہوجائیگا۔ وہ سمجھینگے کہ انسان کے لئے ایک نہ ایک دن مرنا تو ضرور ہے اگر ہمارے اسلاف میدانِ جنگ میں شامل نہ ہوتے۔ تو بھی وہ ہمیشہ کے لئے زندہ نہ رہتے۔ لیکن ان کا اپنی گورنمنٹ کی خدمت ادا کرتے ہوئے بہادری اور جوانمردی سے جان دینا ہی ان کے لئے کوئی کم فخر کی بات نہ تھی لیکن وہ مرکر بھی ایسی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ جو نہ کبھی مٹنے والی ہے اور نہ ضائع ہونے والی۔ غرض مسلم بہادروں کی یادگار کا ایک مسجد کی شکل میں دارالسلطنت گورنمنٹ برطانیہ میں تعمیر کیا جانا بہت ہی مفید اور بابرکت ہوگا۔ اس مسجد میں کا ہر ایک وہ فرد جو لم یلد ولم یولد خدا کے حضور کھڑا ہوگا۔ اور ہر ایک وہ شخص جو اپنی جبین نیاز کو الواحد القہار خدا کے حضور رکھے گا ضرور اس کے دل میں یہ جذبہ بھی پیدا ہوگا۔ کہ میں اس کے بنانے والوں کی قدر کروں۔ کیونکہ ان کے ذریعے مجھے اس سرزمین میں خانہ خدا کے اندر کھڑے ہو کر اپنے خدا کی حمد و تقدیس کرنے کا موقع ملا ہے۔ پس گورنمنٹ برطانیہ کے لئے یہ ایک ایسا زرین موقع ہے جس سے وہ اپنی مسلم رعایا کے قلوب کو خاص طور پر مسخر فرما سکتی ہے۔ اور آئندہ کیلئے بہت عمدہ نتائج حاصل کر سکتی ہے ✦

اسمیں شک نہیں کہ گورنمنٹ کے ساتھ مسلم وفاداری اور جان نثاری کسی خاص صلہ اور امید کی بناء پر نہیں ہے بلکہ یہ اسلام کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ تاہم گورنمنٹ کی رعایا نوازی اور یورپین احسانات قدردانی سے امید کیجاتی ہے کہ ایک عظیم الشان مسجد کا تیار کیا جانا۔ کوئی بڑی بات نہ ہوگی اس معرکہ عظیمہ میں ہندوستانی مسلم افواج کی بہادری اور جان نثاری کا ذمہ دار احکام کیطرف سے خاص طور پر اعتراف کیا گیا ہے جو اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ مسلمانوں نے اپنی گورنمنٹ کی خاطر ہر ایک طرح کی قربانی کرنے میں نہایت جان نثاری اور جرأت دکھائی ہے۔ اور حق وفاداری کو نہایت عمدہ طور پر ادا کیا ہے۔ ہم یہاں اس حقیقت حقہ کو آشکارا کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ جذبۂ وفاداری اور یہ اظہار عقیدت نتیجہ ہے اس تعلیم اسلام کا جسکو خدا تعالیٰ نے ابدالاباد تک دنیا کے لئے قرار دیا ہے اور جسکی تجدید کے لئے ہر زمانہ میں وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو بھیجا کرتا ہے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام روشن کیا گیا ہے۔ آپنے گورنمنٹ کی وفاداری اور عقیدت کے متعلق اسقدر زور دیا کہ وہ لوگ جو غلط فہمی کی وجہ سے کچھ کے کچھ خیالات رکھتے تھے۔ انھیں بھی اقرار کرنا پڑا چنانچہ مسلمانوں کا عقیدہ تھا کہ آخری زمانہ میں ایک مہدی آئے گا جو تمام غیر مذاہب والوں کو قتل کر دیگا اور صرف اسی صورت میں چھوڑے گا کہ مسلمان بنجائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسکی بڑے زور سے تردید فرمائی۔ اور ثابت کر دکھایا کہ کوئی ایسا انسان نہ آسکتا ہے اور نہ اسلام ایسے انسان کے آنے کی اجازت دیتا ہے۔ آپکی اس تعلیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ فہمیدہ مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہوگیا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو حضرت مرزا صاحب کے اشد ترین مخالفین میں سے ہے اسے بھی اقرار کرنا پڑا۔ اور اس نے ایک رسالہ شائع کیا جسمیں خونی مہدی کی آمد کو باطل قرار دیا۔ الغرض مسلمانوں کے دلوں میں ایک مستقل اور غیر متزلزل وفاداری ہے جو دن بدن بڑھتی اور زیادہ ہوتی رہے گی۔ اور موقع بموقع

اس کا اظہار ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ اس جنگ میں ہوا ہے۔ اب اگر اہل برطانیہ اس وفاداری کی یادگار میں ایک مسجد تعمیر کرنے کی تحریک پسند کر رہے ہیں تو یہ ان محبت افزا خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے جو بہادر دلوں میں جذبۂ وفاداری پیدا کرنے کا منبع ہیں۔ ہم اپنی محسن گورنمنٹ اور اہل برطانیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ مسلمانوں نے بلکہ تمام ہندوستان نے جو کچھ کیا وہ کسی پر احسان نہیں۔ اور نہ کسی قسم کی خاص قدردانی سے یہ مشروط ہے بلکہ اپنا فرض ادا کیا ہے تاہم مسجد کی تعمیر اگر ہوئی تو یہ احساسات شکر گذاری کو بڑھانے والی ہوگی +

لمعات

کہ بکف چراغ دارد

آگرہ اخبار نے شکایت کی ہے کہ بعض معاصرین بلا حوالہ مضامین نقل کر لیتے ہیں اور اخبار کا نام نہیں درج کرتے لیکن اسی نمبر میں صفحہ پر ایک غزل عارفانہ چھپی ہے جس کے پہلے تین شعر

نہ تڑپ خیال زر میں تو خدا کا یار ہو جا - ترا پیار ہو اسی سے اسی پر نثار ہو جا

نہ خزاں کا کچھ ہو شکوہ - نہ بہار کی خوشی ہو کسی گل کی یاد میں تو مری جان ہو جا

در بار تک رسائی ابھی تک نہیں جو پائی - تو مٹا کے اپنی ہستی ہمہ تن غبار ہو جا

میرے ہیں اور نغمۂ اکمل حصہ دوم میں عرصہ دو سال گذرے شائع ہو چکے ہیں اور اب ایک صاحب نے جو ناتوان تخلص کرتے ہیں اسے اپنے افکار کا نتیجہ ظاہر کیا ہے۔ ماشاء اللہ ہیں تو ناتواں مگر ڈاکہ قادیان تک مارتے ہیں۔ کیا ہمعصر آگرہ اسپر نوٹس لے گا نام درج نہ کرنا اگر معیوب ہے تو اصل نام کی بجائے اپنا نام لکھ لینا نہایت ہی قابل نفرت جرم ہونا چاہیئے +

آریہ سماج روبہ تنزل

مسافر آگرہ ۲۱-اپریل لکھتا ہے۔ اب یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ آجکل بدقسمت آریہ سماج بجائے ترقی کے اُلٹا تنزل کر رہا ہے × × × ایکانت میں پوچھیئے کہ بحیثیت مجموعی آریہ سماج کی کیا حالت ہے اور وہ یقیناً آپ کو جواب دیگا کہ آریہ سماج ترقی معکوس کر رہا ہے × × × لیکن کیا کوئی آریہ سماج کا کام کرنیوالا انکار کر سکتا ہے کہ آجکل آریہ سماج میں نئے آدمیوں کے داخلہ کی رفتار بھی پہلے ہی جیسی ہے ہرگز نہیں۔ آریہ سماجوں میں نئے آدمیوں کا داخلہ بمقابلہ پیشتر کے بہت ہی کم ہو گیا ہے پرانے کام کرنے والوں کے اندر وہ اتساہ اور دہرم کا پریم نہیں رہا ہے جو پہلے تھا دو چار نہیں بلکہ کوڑیوں آریہ سماج ایسے رہ گئے ہیں جن کے ہفتہ وار جلسے تک نہیں ہوتے۔ بہت سے آریہ سماج مندروں کے تالے بدری نارائن کے مندر کی طرح صرف سال بھر میں ایک ہی دفعہ کھلتے ہیں۔ کام کرنیوالوں کے اندر پہلا سا جوش نہیں۔ اگر کسی سماج میں ہفتہ وار جلسے ہوتے بھی ہیں تو محض ایک رسم سی ادا کرنے کے لئے × × × × غرضیکہ ایک آنکھیں رکھنے والا اپنے لئے صاف طور پر دیکھ سکتا ہے کہ آریہ سماج فی الحقیقت ہر پہلو سے روبہ تنزل ہے ان الفاظ کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل پیشگوئی پڑھنا موجب دلچسپی و ازدیاد ایمان ہوگا۔

"اور یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنی دیا نندی مذہب والے کچھ چیز ہیں × × × یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کے کوئی مذہب چل نہیں سکتا × × × جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں × × × وہ مذہب مردہ ہے اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔ (تذکرۃ الشہادتین ۵۵/۱۱)

ایک نئی شریعت کی ایجاد ووکنگ میں

اس سے پہلے غیر احمدی ہمیں کہتے تھے کہ احمدی اسلام میں ایک نئے پیغمبر کے قائل ہو کر شریعت کو بدلا رہے ہیں حالانکہ ان کے صوفیا وصول الی اللہ کا جو طریقہ از قسم حرکت نبضی و حرکت قلبی ولطائف سر و خفی بتلاتے ہیں وہ بجائے خود ایک شریعت ہے اسی طرح اب غیر مبائعین ہمیں یہ الزام دیتے ہیں لیکن انکے رسالے میں ایک مضمون چھپا ہے جسمیں مضمون نویس مفصلہ ذیل مشورہ دیتا ہے:۔

میرے خیال میں مساجد کی پنجوقتہ نماز کے علاوہ گھروں میں بھی عبادت اور دعاؤں کی بنیاد ڈالنی چاہیئے جہاں کہ دن میں دو مرتبہ اہل خانہ اکٹھا ہو کر عبادت میں شریک ہو سکیں × × × میرے خیال میں خانگی عبادت اس طرح شروع کرنی چاہیئے کہ اول قرآن مجید کی کوئی سورۃ یا چند آیات تلاوت کی جائیں۔ بعدہٗ مشہور و معروف اسلامی دعا پڑھی جائے (سورہ فاتحہ) × × × اس کے بعد اور دعائیں کیجائیں اور اختتامی دعا کے قبل شکریہ اور استقلال و استقامت کی دعا کیجاوے × × × بعد ازاں سب سے آخری و اختتامی دعا یوں ہو سکتی ہے کہ "اے خداوند خدا چونکہ بغیر تیرے ہم تجھے خوش کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے اس لئے اپنے فضل وکرم سے یہ بخش کر تیری روح القدس ہر امر میں ہمارے دلوں پر حکومت اور ہماری رہنمائی کرے" +

موخر الذکر دعا عیسائی مذہب کی دعا ہے جس کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے کہ "ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے"۔ اصل دعا نہایت اچھی دعا ہے اور ایک مسلمان بھی مانگ سکتا ہے اس کا خاتمہ مورد اعتراض نہیں سمجھا جاتا +

اب بتایئے کہ آیا یہ شریعت اسلامی کا حکم ہے کہ ہم عیسائی دعائیں اپنے گھروں میں رائج کریں اور کیا پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ شریعت اسلام نے عبادت کے طریق کم بتلائے ہیں جو ہم آج خواجہ شاہی شریعت پر عمل کر کے بدعات کا دروازہ کھولدیں +

انگریزی قرآن مجید کی نسبت ایک فاضل کی رائے زرین

مخدومی مطاعی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ احقر العباد الصمد سراج الدین احمد امری مجہول لکم ولکنہ مفتقر الیکم۔ اس کتابت کی مبادرت پر خواستگار معافی ہوں۔ خاکسار کو ایک نسخہ تفسیر قرآن مجید پارہ الم بزبان انگریزی من نتائج الطبع النقاد بتوسط جناب مولوی فضل حق صاحب بی اے۔ ناظم ریاست ہذا مطالعہ کو ملا شروع سے اخیر تک بڑے بذوق تمام و برغبت مالا کلام پڑھا کیا کامل العیار انگریزی ہے۔ علاوہ بریں ایسی تفسیر حلال المشکلات وکشاف المفصلات عربی و فارسی۔ اردو میں آجتک میری نظر سے نہیں گذری۔ قطع نظر دقیقہ سنجی پختگی زبان وحل غوامض کے پورے اصول۔ اسلام کو مد نظر رکھنا۔ حقانیت ملت کو نہ محض دلائل قاطعہ سے ثابت کرنا بلکہ دشمنان اسلام کے اعتراضات کو رد کرتے ہوئے۔ انھیں کی کتب مسلمہ سے صداقت اسلام و شارع علیہ السلام پایہ ثبوت کو پہنچانا ہر آیت شریف قرآنی وکلمہ منیف ربانی کا ایک دوسرے سے ربط و تعلق موزونیت و توافق ثابت کرنا ہر معنی کو لغت محاورہ احادیث سے تصدیق کرتے ہوئے تاریخی پہلو ہاتھ سے نہ دینا۔ ہر مقام میں جہاں جہاں مفسرین سابق کو اغلوط پیش آیا ہے کیسی حسن تاویل دلنشین بیان فرمانا نور علی نور

[illegible] +

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

اسلام تمام اہل مذاہب کے لئے ایک کالج ہے۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن

اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کی دلیلوں میں سے ایک دلیل اسلام کا نصاب تعلیم ہے۔ مختلف مذاہب کی تعلیم کی متفقہ غرض جو ہمیں ان کے دعووں سے پتہ لگتی ہے۔ وہ نجات ہے۔ ہر ایک مذہب اپنے پیروؤں کو کم از کم نجات کا وعدہ دلاتا ہے۔ اور تعلیم نام ہے اس قانون کا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے نازل ہو۔ تا بندے اس قانون کی خلاف ورزی کر کے کسی چاہ ضلالت میں نہ گر پڑیں۔ بلکہ اسی پابندی کرتے ہوئے اسکی حدود کی نگہداشت کرتے ہوئے اصل منزل مقصود کو پہنچ جاویں۔ اگر ہم یہاں اس قانون ربانی کی دنیاوی گورنمنٹوں کے قانون سے مثال دیں تو یہ مثال صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ قانون ربانی کی خلاف ورزی کرنے میں یا اس پر عمل درآمد کرنے میں جو گھاٹا یا فائدہ ہوگا۔ وہ اس شخص کا اپنا ہوگا۔ اس سے گورنمنٹ ربانی کا کوئی فائدہ یا نقصان نہیں۔ اس شخص کا عمل یا فعل اس قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ربانی گورنمنٹ کو نہ کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور نہ اس پر عمل پیرا ہوتا ہوا۔ اسکو کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اسکا اس قانون پر عمل کرنا یا نہ کرنا ربانی گورنمنٹ پر کچھ اثر نہیں ڈال سکتا۔ برخلاف اسکے دنیاوی گورنمنٹ کا قانون جیسے اس شخص کے اپنے فوائد اور نقصان پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ویسے ہی وہ گورنمنٹ دنیاوی کے نفع و ضرر پر محیط ہے۔ اگر دنیا کے سب کے سب لوگ ان قانونوں کے پابند ہو جاویں۔ تو اس گورنمنٹ کو اس میں بہت فوائد ہونگے۔ یہ گورنمنٹ مضبوط ہو جائے گی۔ دوسری کوئی اور گورنمنٹ اس کا مقابلہ نہ کر سکیگی لیکن اگر سب لوگ اسکے قواعد و قانون کی خلاف ورزی کرنے لگ پڑیں۔ تو اس گورنمنٹ میں خلل آ جائیگا۔ اور ضرور ہے کہ یہ گورنمنٹ ہی نہ رہے۔ لیکن روحانی گورنمنٹ میں اگر سب آدمی اسکے احکام کی خلاف ورزی کرنے لگ پڑیں تو کوئی خلل نہیں آتا۔ ایسا ہی اگر اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو وہ کچھ بڑھ نہیں جاتی۔ پس جب دونوں گورنمنٹوں میں اسقدر فرق ہے کہ ایک گورنمنٹ کے قانون اسکے اپنے مفاد کے لئے ہیں اگر کوئی شخص اسکے خلاف کرتا ہے تو اس گورنمنٹ میں نقص آتا ہے۔ اور دوسری گورنمنٹ کے قانون لوگوں کے نفع و فوائد کے لئے ہیں۔ کہ لوگ اگر اس پر عمل کرتے ہیں۔ اس پر چلتے ہیں تو فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لہذا ہم ربانی گورنمنٹ کی مثال دنیاوی گورنمنٹ سے نہیں دے سکتے۔ اب رہا یہ سوال کہ مثال کسطرح بیان کی جائے۔ اسکے لئے ضروری ہے کہ دنیا میں ہم کوئی ایسی مثال تلاش کریں جو قانون ربانی کے مطابق ہو۔ اس کے لئے یونیورسٹی کی مثال دینا بالکل صحیح اور درست ہے۔ یونیورسٹی بھی اپنا ایک قانون بھیجتی ہے۔ اس قانون کے عمل پیرا اس کے جاننے والے اسکی حدود میں کمی بیشی کرنیوالے بلکہ اسکے مطابق چلنے والے یونیورسٹی کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتے۔ بلکہ وہ جو کچھ کرتے ہیں اپنے نفع و ضرر کے لئے کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ زیادہ واضح یوں ہو سکتا ہے کہ یونیورسٹی کا کورس جسے نصاب تعلیم کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اچھی طرح پڑھتا ہے۔ اور اسکو حفظ کرتا ہے۔ تو وہ امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لیکن جو لڑکا اسے اچھی طرح یاد نہیں کرتا۔ اسے محنت سے تیار نہیں کرتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اخیر سال میں جا کر فیل ہو جاتا ہے۔ پس وہ اس کے حفظ اس کی یاد اس کو جاننے سے اپنے لئے فوائد و منافع حاصل کرتا ہے۔ یہی حال چونکہ روحانی گورنمنٹ کے قانون پر عمل پیرا ہونے سے ہوتا ہے۔ لہذا ربانی گورنمنٹ کی یونیورسٹی سے مثال بالکل بجا اور صحیح ہے۔ اب میں اپنے ناظرین کی توجہ اسطرف پھیرنا چاہتا ہوں کہ یونیورسٹی کی مثال کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام کے مقرر کردہ نصاب پر غور کرو۔ ہمنے یہاں یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ اسلامی نصاب ایک کالج کے نصاب کی طرح ہے۔ اور دوسرے مذاہب کی تعلیمیں اگر صحیح مان لی جائیں تو سکولوں کی طرح ہیں۔ انسان جو ڈگریاں ایک کالج میں حاصل کرتا ہے۔ وہ کسی سکول میں پڑھکر حاصل نہیں کر سکتا پس اسکی وجہ یہ ہے کہ سکولوں کی تعلیم سے انسان اس سٹنڈرڈ کو نہیں پہنچتا۔ اور اس میں وہ لیاقت پیدا نہیں ہوتی۔ جو ایک ڈگری حاصل کرنے والے کے لئے ضروری ہے۔ کالج جو ہے وہ ایک ایسے لیاقت کے انسان کو تعلیم دیتا ہے۔ جو سکول کی لیاقت اپنے اندر پیدا کر چکا ہوتا ہے مثلاً کالج میں انٹرنس پاس شدہ لڑکے لئے جائینگے۔ اب کالج کا دعوےٰ کہ ہم انٹرنس پاس طلباء کو تعلیم دیتے ہیں۔ اِسبات کی دلیل ہے کہ اس میں یونیورسٹی کا اعلےٰ نصاب ہے۔ اسلام بھی اس طرح دعوےٰ کرتا ہے۔ جو اور کوئی دوسرا مذہب آج روئے زمین پر یہ دعوےٰ نہیں کرتا۔ دوسرے مذاہب والوں نے اپنی سب سے بڑی ڈگری نجات دلانا رکھی ہے۔ اور اس درجہ کے حاصل کرنے والے کا نام انہوں نے متقی رکھا ہے۔ غرض ان کا یہ دعوےٰ ہے کہ وہ اپنی تعلیم کے پیروؤں کو یہ ڈگری دیتے ہیں یعنی نجات اور تقوےٰ لیکن اسلام کا دعوےٰ اس سے بڑھ کر ہے۔ اور وہ فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ یہ کورس یہ نصاب۔ تمہیں متقی ہی نہیں بناتا۔ تمہاری ترقیوں اور تمہارے درجوں کا اس درجہ پر ہی خاتمہ نہیں کر دیتا۔ بلکہ اس کورس کے پڑھنے سے اسپر عمل کرنے سے اور بڑے بڑے مدارج حاصل ہوتے ہیں۔ وہ متقی کو مفلح بنا دیتا ہے۔ پس اسلام کا یہ دعوےٰ کہ اس میں وہ نصاب تیار ہو گیا ہے جسمیں متقی سے اوپر مدارج حاصل ہو سکتے ہیں اِسبات کی طرف اشارہ ہے۔ اور اسبات کی دلیل ہے کہ وہ اب دوسرے مذاہب کے طلباء کو اپنے اندر داخل کر سکتا ہے تو اسکے یہ معنے ہوئے کہ وہ اب کل دنیا کے لئے ہے جیسے پنجاب میں ایک ہی گورنمنٹ کالج ہو۔ تو اب تمام پنجاب کے طلباء کے لئے یہی کالج کا نصاب ہوگا۔

اسی طرح چونکہ اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ متقیوں کو بھی ہدایت کرتا ہے۔ لہذا اس کا نصاب یہ بھی ہوگا جو متقی کے درجے تک پہنچا دے۔ اور یہ بھی کہ ان متقیوں کو اس سے فوق ترقیات کے مراتب پر پہنچا سکے۔ اب چونکہ اسی کا دعوےٰ ایک ایسے اعلیٰ پیمانہ پر ہے۔ اور ایک ایسے طریق پر ہے کہ جسپر تمام بڑی بڑی ڈگریوں کا مدار ہے۔ اور دوسرا کوئی مذہب ان درجوں کی طرف ہدایت نہیں کرتا۔ اور انسانی فطرت ہمیشہ بڑے درجوں کی خواہش کرتی ہے۔ لہذا اسلام فطرت انسان کے موافق جہاں کے لوگوں کے لئے ہے۔ اور دوسرے مذاہب کے سکولوں کی تعلیم یافتوں کے لئے ایک کلیہ عام۔ پس جو سند فضیلت حاصل کرنا چاہیں وہ اس میں داخل ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خواب کی ایک حقیقت ہے اور اسکی تعبیر ایک علم

انتخاب لاجواب میں ایک صاحب کا مضمون چھپا ہے۔ جس کا نام مسلمانوں کے ناموں کیطرح ہے۔ اور خیالات اسلام کے خلاف۔ اس نے فرعون مصر کے مصاحبوں کی طرح خواب کو اضغاث الاحلام قرار دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ خواب کچھ نہیں بجز اسکے کہ وہ ان تصورات اور خیالات کا نقشہ ہے۔ جو انسان دن کے وقت باندھتا رہتا ہے۔ ہم یہاں خواب کی حقیقت یا اصلیت پر کچھ نہیں لکھیں گے کہ خواب دراصل کیا چیز ہے۔ کسکو دکھائی دیتی ہے۔ اور کسطرح ایک انسان اپنے سامنے ایسے نظارے دیکھتا ہے۔ جو عالم بیداری میں اسکی آنکھ مشاہدہ نہیں کرتی۔ یہاں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ خواب انسانی دماغ کے خیالات اور تصورات کا نتیجہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو ہم ان خوابوں کو کہاں لے جائیں جو مختلف وقتوں میں مختلف شخصوں نے دیکھیں۔ اور بعینہٖ وہ اسی طرح سے پوری ہوئیں یا ان تعبیروں کے موافق پوری ہوئیں۔ جو خواب سنانے پر کیگئی تھیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب یاابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتھم لی ساجدین۔ جو آپنے بچپن میں دیکھا کہ سورج چاند اور گیارہ ستارے آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق یہ کسطرح کہا جا سکتا ہے کہ یہ خیالات ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کے خیالات کبھی کسی کے دل میں نہیں اُٹھتے کہ سورج چاند ستارے اسکو سجدہ کریں۔ ہاں آدمیوں کے سجدہ کرنے کے متعلق تو خیال ہو سکتا ہے۔ لیکن سورج چاند ستاروں کے متعلق یہ نہیں ہوا کہ کسی شخص کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو اور اسکے دل میں یہ خیالات اٹھیں۔ اور یہ تصورات باندھے کہ سورج۔ چاند اور ستارے اُسے سجدہ کریں۔ پھر اس کی تعبیر کے مطابق یہ خواب پورا ہوا۔ لاتقصص رءیاک علےٰ اخوتک فیکیدو الک کیدا۔ تیرے والدین اور بھائی تیرے ماتحت کئے جائینگے لیکن یہ بات بھائیوں کو نہ پہنچاؤ وہ حسد کرینگے۔ اور اس کے متعلق تدبیریں کرینگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی ایسی کوشش نہیں کی کہ وہ بڑے بنجاویں۔ اور بھائی انکی فرمانبرداری کریں۔ بلکہ اس خواب کے پورا ہونے کے لئے جو واقعات حضرت یوسف علیہ السلام کو پیش آئے۔ اور جنہوں نے آپکو افسر صیغہ مال بنا دیا۔ ان میں آپ مجبور ہوتے رہے۔ کنوئیں میں آپ اپنی خوشی سے نہیں پڑے۔ نکلنے کے لئے دست غیب نے مدد کی۔ مصر میں فروخت ہونے کے لئے انکی کوئی خواہش نہ تھی۔ سجن میں جانے کے لئے مجبور ہو گئے۔ وہاں سے نکلنے کے لئے جب خود خواہش کی تو پوری نہ ہوئی۔ لیکن پھر بعد میں نکالے گئے۔ اور افسر صیغۂ مال مقرر ہو گئے۔ اب پھر انہوں نے کوئی خواہش نہیں کی۔ کہ بھائی آکر ان کے فرمانبردار بنیں لیکن خدا نے انہیں انکی اطاعت کے لئے مجبور کر دیا۔ اب اس خواب کا تعبیر کے موافق پورا ہو جانا اِس بات کا ثبوت ہے کہ یہ خواب حضرت یوسف علیہ السلام کے خیالات اور تصورات نہ تھے۔ اگر ہوتے۔ تو کسطرح ممکن تہا کہ یہ پورے بھی ہو جاتے۔ باوجود اسکے کہ تمام واقعات جو اسکے پورا ہونے کے لئے ہوئے وہ ایک غیر معمولی طور سے ہوئے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام ان حالات میں بعید مجبوری داخل ہوئے۔

اصحاب السجن کے خواب

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کے قیدیوں کے خوابوں کو لو۔ ایک کے خواب کی تعبیر اس کا بادشاہ کے مصاحبوں سے ہو جانا کرتے ہیں۔ اور دوسرے کے خواب کی تعبیر اس کا پھانسی دیا جانا کی جاتی ہے۔ دونو ایک جیسے قیدی ہیں خوابوں کی تعبیر کے مطابق واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں اب خیال کیجئے۔ کہ کیا وہ دونو خوابیں خیالات تھیں۔ جبکہ تعبیر کے موجب وہ پوری ہو گئیں۔ اور یہ کہنا کہ قیاس سے انکی تعبیر کیگئی۔ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قیاس چاہتا تھا کہ دونوں کی ایک جیسی حالت بیان کی جائے۔ جبکہ دونوں قیدی تھے۔ غرض قیاس کا اعتراض کرنا فضول ہے۔ حق یہی ہونا چاہیئے۔ اور ہے بھی یہی کہ خواب خیالات اور تصورات کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ بجائے خود ایک حقیقت ہے۔ اور اسکی تعبیر قیاس اور اٹکل پچو پر مبنی نہیں۔ بلکہ علم ہے۔ میں اسکو واضح کرنے کے لئے اور مثالیں دیتا ہوں۔ جن سے خواب کو خیال اور تعبیر خواب کو قیاس کیطرف منسوب کرنیوالے پر یہ اچھی طرح واضح ہو جائیگا کہ اس کا خیال غلط ہے۔

فرعون مصر کا خواب

فرعون مصر ایک خواب دیکھتا ہے کہ سات دُبلی پتلی گائیں سات موٹی تازی گائیوں کو کھا رہی ہیں۔ اور اسی طرح سات خشک بالیں سات سبز کو کھا رہی ہیں۔ اب اگر اس خواب کو فرعون کے مصاحبوں کی طرح اضغاث احلام کہا جائے تو طبیعت نہیں مانتی۔ کہ بادشاہ کے خیالات تصورات اور جذبات کا یہ اثر ہے۔ کہ اسے یہ خواب دکھائی دے۔ کیونکہ بادشاہ کے خیالات ملکوں کے فتح کرنے اور انتظامی امور یا عیش و تنعم کے ہونے چاہیئے۔ نہ کہ چرواہوں اور کھیتی باڑی کرنے والے لوگوں کے۔ پھر تعبیر کو دیکھا جائے۔ تو قحط بتایا جاتا ہے۔ اس تعبیر میں قیاس کو بالکل دخل نہیں۔ قیاس ہوتا ہے مدنظر چیزوں پر۔ لیکن قحط کے جو وجوہات ہیں۔ وہ وہاں نہیں پائے جاتے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام جو ہیں قحط خود پیدا کر نہیں سکتے۔ پس خواب کی تعبیر قحط کرنا اور تعبیر کے مطابق قحط کا پڑنا اس بات کی کافی شہادت ہے کہ نہ تو وہ خواب بادشاہ کے خیالات تھے۔ اور نہ یہ خواب کی تعبیر قیاس پر مبنی ہے۔ کیونکہ ارد گرد کے حالات اس تعبیر کے موافق نہیں جو کیجاتی ہے۔ اور نہ کرنے والا وہ حالات پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اِن خوابوں کو چھوڑیئے۔ بہت دور کی ہیں۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات پر غور کیجئے۔ آپ مدینے میں ہیں۔ حالات پیش ناظرین تاریخ پر خوب منکشف ہیں کہ مدینے پر حملے کی تیاریاں ہیں۔ گھر میں آرام سے بیٹھنا نہیں ملتا۔ آپ خواب دیکھتے ہیں کہ آپ مسجد حرام میں امن سے بغیر کسی خوف و خطر کے اپنے اصحاب کے ساتھ داخل ہوئے ہیں پھر جیسے آپنے دیکھا ویسے داخل بھی ہوئے۔ اب بتائیے کہ اس خواب کا پورا ہونا آیا اِس بات پر دلالت نہیں کرتا؟ کہ یہ خواب خیالات کا نتیجہ نہ تہا۔ کیونکہ اوّل ارد گرد کے حالات ایسے خیال کی گنجائش نہیں چھوڑتے۔ دوسرے اگر مان بھی لیا جائے۔ کہ وہ خیالات تھے۔ اور آپ پر نعوذ باللہ مستولی۔ تو یہ ضروری

نہ تھا کہ واقعہ بھی اسی طرح ہوتا۔ لیکن اسی طرح ظہور پذیر ہو جانا اِس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ خواب خیالات اور تصورات کا نتیجہ نہ تھا۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر اسکی دلیل یہ ہے کہ آپ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بڑے زور اور تحدی سے فرماتے ہیں کہ ضرور ضرور جیسے آپ نے خواب دیکھا ہے ویسے ہی واقعہ ہو گا۔ اس خواب کو بھی تیرہ سو سال کا عرصہ گذر گیا شاید کسی کے دل میں خیال گذرے کہ اتنے لمبے عرصے کی باتیں سنائی جاتی ہیں۔ اِس لئے ہم یہاں چند ایسی مشہور خوابوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو موجودہ زمانے میں خدا کے ایک برگزیدہ نے دیکھیں۔

مصلح موعود کے بارے میں رؤیاء

سنہ ۱۸۸۸ء میں حضرت مرزا صاحب نے رؤیا میں دیکھا کہ آپکے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور مسجد کی دیوار پر اس کا نام محمود لکھا ہوا پایا۔ آپ کو یہ ایک رویاء ہوئی۔ اور اسکے بعد آپکے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمود رکھا گیا۔ لفظ مسجد کی تعبیر جماعت ہے۔ ۲۶ سال بعد سنہ ۱۹۱۴ء میں اسی محمود کو ایک جماعت بھی مل گئی۔ اور اُسے اس جماعت نے اپنا امام بھی تسلیم کر لیا۔ اب غور کیا جائے۔ اور تدبر سے کام لیا جائے کیا لڑکا پیدا ہونا اختیاری امر ہے۔ نہیں ہے اور ہرگز نہیں ہے۔ کیا اس لڑکے کا عمر پانا۔ صالح اور متقی ہونا کسی کے اپنے اختیار میں ہے۔ پھر کیا ایک جماعت کا اس کو اپنا امام تسلیم کرنا۔ اور اس کو ایک جماعت کا مل جانا اور اسطرح اس رویاء کا پورا ہونا کسی کے اپنے دستِ قدرت میں ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں!

طاعون کے متعلق رؤیاء

اسی طرح پھر آپنے ۶ر فروری سنہ ۱۸۹۸ء کو رؤیاء میں دیکھا کہ خدا تعالےٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں۔ پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ یہ طاعون کے درخت ہیں۔ جو کہ عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے یہ ایک خواب اس وقت دیکھا جاتا ہے۔ جبکہ پنجاب کیا ہندوستان میں بھی ابھی طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ اُسوقت میں یہ خواب دیکھنا تخیلات دماغ تو ہو نہیں سکتے۔ پھر بعدہٗ طاعون کا اس شدت سے پھیلنا۔ اِس بات کی کافی شہادت ہے۔ کہ خواب کو جو کچھ معترض مذکور نے سمجھا ہے وہ غلط ہے ؛

گھوڑے سے گرنے کی خبر

پھر سنہ ۱۹۰۳ء میں حضرت صاحب نے دیکھا کہ جماعت کا ایک بہت بڑا شخص گھوڑے پر سے گر پڑا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں یہ رویا ہوتی ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اوّل گھوڑے پر سے گر پڑتے ہیں۔ اور وہ خواب پورا ہو جاتا ہے۔ اب معترض بتائے کہ کیا سات سال پہلے کے یہ خیالات تھے ؟

ایک اور رؤیاء

پھر سنہ ۱۹۰۴ء میں حضور انور نے مولوی محمد علی صاحب کو خواب میں کہا۔ آپ بھی صالح تھے نیک ارادے رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ اس وقت میں مولوی محمد علی صاحب کی حالت اس قسم کی تھی کہ اُسوقت وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ مولوی صاحب کی نسبت اس قسم کے الفاظ کہنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اسوقت واقعی مولوی صاحب ایسے ہی تھے جیسے انکی نسبت کہا گیا کہ صالح اور نیک ارادہ رکھنے والے۔ لیکن "آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ" یہ پھر آج پورا ہوا۔ جب مولوی صاحب لاہور جا بیٹھے۔ اور اپنے آقا کے سلسلے کے راستہ میں روک ہو گئے۔ مولوی صاحب کا وہ زمانہ اور یہ زمانہ خواب کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کا وہ زمانہ اس خیال کو دل میں جگہ نہ دیتا تھا کہ مولوی صاحب کی نسبت الفاظ مندرجہ بالا کے کہنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ یہ سب خواب جن کا اوپر ذکر ہوا۔ اسبات کو خوب واضح اور روشن کرتے ہیں کہ خواب انسانی دماغ کے تخیلات کا نام نہیں اور انکی تعبیر اٹکل پچو یا قیاس سے نہیں۔ بلکہ خواب بجائے خود ایک حقیقت ہے۔ اور اسکی تعبیر ایک علم ہے ؛

آں راکہ حساب پاک است
از محاسبہ چہ باک است

خواجہ شاہ محمد اعجاز علی صاحب احمدی مدرس مدرسہ احمدی

تعلقہ انکولہ ضلع کاروار لکھتے ہیں کہ میں قریباً پانچ سال سے احمدی ہوں۔ اور عوام میں احمدیت کی تبلیغ کرتا ہوں اسوجہ سے غیر احمدی لوگ مخالف ہو گئے ہیں۔ اور چونکہ خود دلائل اور براہین کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اِسلئے انہوں نے یہ طریق اختیار کیا ہے۔ کہ میری نسبت حکام کو طرح طرح کی غلط اور بے سروپا خبریں پہنچا کر بدظن کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ میں سرکار انگریزی کا ایک وفادار خدمتگذار ہوں۔ اور کئی ایک کام بطور خود سلطنت کے نفع اور فائدہ کے انجام دئے ہیں۔ اور ہر جگہ سلطنت انگریزی کی برکات اور فوائد پر لوگوں میں لیکچر دیتا رہتا ہوں حال میں جب میں لاٹون پہنچا تو ایک کانسٹیبل نے آکر مجھے کہا کہ تمہارے متعلق سب انسپکٹر کا حکم ہے کہ نگرانی کیجائے۔ یہ بات میرے جیسے سلطنت کے ہوا خواہ کی عزت اور شہرت کو سخت نقصان پہنچانیوالی ہے اس لئے اس کے متعلق صفائی ہونی ضروری ہے ؛

ہمارے پاس خواجہ صاحب مذکور نے ایک مطبوعہ دو ورقہ بھی ارسال کیا ہے جسمیں انکے ان کاموں کی تفصیل ہے جو انہوں نے سرکار نظام کے علاقہ میں سرکار کی امداد کئے ہیں ان سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ نہ صرف خود ایک وفادار ہیں۔ بلکہ اوروں کو بھی وہ ایسا ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ کیونکہ جس خدا کے برگزیدہ انسان کے تعلق اور نسبت سے کوئی احمدی کہلاتا ہے۔ اسکی طرف سے گورنمنٹ کی وفاداری کرنا بھی ایک شرط ہے۔ اور اسبات پر اُسنے اپنی کثیر التعداد کتابوں میں اسقدر زور دیا ہے کہ احمدی تو الگ رہا۔ ایک غیر احمدی بھی وہ پڑھ لینے سے اپنے اندر وفاداری اور اطاعت شعاری کا خاص جوش پاتا ہے۔ پس ایک احمدی کی نسبت یہ کبھی خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی طرح سلطنت کے لئے مضر ثابت ہو سکتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ خواجہ صاحب موصوف کی نسبت حکام اعلیٰ تک جب یہ بات پہنچیگی۔ تو وہ ضرور اصل حقیقت کو پالینگے۔ اور عوام کی مخالفانہ کوششیں بے سود اور بیکار ثابت ہو جائینگی۔ ہم مروّجہ حکام کی خدمت میں نہایت ادب سے گذارش کرتے ہیں کہ چونکہ ایک احمدی کا دامن وفاداری ہر قسم کی ناپاک چھینٹوں سے خدا کے فضل و کرم سے آلودہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس میں اس قسم کا کوئی نقص ہو وہ احمدی ہی نہیں ہے۔ اِسلئے مندرجہ بالا واقعہ کی نسبت خاص طور پر تحقیقات ہونی چاہیئے۔ اور عوام کی پہنچائی ہوئی خبروں پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ مخالفت

سکھ ایجوکیشنل کانفرنس ترنتارن

میں

ہم نے کیا دیکھا

الفضل کے قائم مقام کے قلم سے

تمہید ہمارے خالصہ برادران کی تعلیمی کانفرنس کا نواں اجتماع امسال ترنتارن ضلع امرتسر میں تھا۔ اور خوش قسمتی سے ہم کو بھی موقعہ مل گیا کہ خالصہ قوم کی کوششوں اور سرگرمیوں کو قریب سے اور گہری نظر کے ساتھ دیکھ سکیں۔ چنانچہ ۲۲ اپریل کو ہم سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کے ہمراہ ترنتارن پہنچے۔ کانفرنس کے اجلاس ایک روز پہلے سے شروع تھے۔ مگر ضروری اور اہم معاملات کیلئے ۲۲ اور ۲۳ اپریل کے ایام ہی مقرر تھے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم وقت پر پہنچے اور جو ضروری اہم تھا وہ ہم نے دیکھا اور سنا +

..کچھ گچھ دا کوٹھا احاطہ کانفرنس میں پہنچتے ہی جو چیز ہماری توجہ کو منعطف کرانے کا باعث ہوئی وہ خالصہ قوم کی **گورمکھی نوازی** تھی کتابیں تھیں تو گورمکھی کی۔ اشتہار تھے تو گورمکھی میں۔ کانفرنس کے والنٹیرز کا نشان تھا تو گورمکھی میں۔ وہاں کے دفاتر تھے تو گورمکھی میں۔ اور لطف یہ کہ دفتر استفسارات یا انکیوائری آفس کا بورڈ بھی اردو اور انگریزی کے حروف کی اجنبی موجودگی سے پاک تھا۔ اگر ہم سردار محمد یوسف صاحب کے ہمراہ ہوتے تو بیشک ہمارے لئے بڑی تکلیف کا سامنا ہوتا اور ممکن تھا کہ بھائی موہن سنگھ اور دیگر سکھ میزبانوں کی مہربانی کا شکریہ ادا کرنے کا ہمیں موقع ہی نہ ملتا۔ اس موقعہ پر ایڈیٹر صاحب نور نے اپنی گورمکھی دانی سے فائدہ اٹھایا اور ہم کچھ گچھ (انکیوائری آفس) کے دفتر میں پہنچے جہاں سے کانفرنس کے منتظموں کی خوش اخلاقی اور فوری توجہ کے باعث ہمیں پریس ٹکٹ ملگیا +

مخالف پارٹی ٹکٹ گھر کے دروازے پر ہمیں ایک معزز بزرگ سفید ریش سفید پوش ملے اور بڑی توجہ اور محبت سے فرمانے لگے آپ کہاں سے آئے ہیں؟ لیکن جب ہم نے کہا ہم قادیان سے آئے ہیں اور یہ صاحب ایڈیٹر نور ہیں تو ہمارے خالصہ مکرم نے چھوٹتے ہی فرمایا "مخالف پارٹی"

اگر ہم کو اس ریمارک کا جواب دینا ہوتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ خالصہ جی! مخالف نہیں "معاون پارٹی ہے"

مگر ہم نے اس ریمارک کے جواب میں یہی کہنا مناسب سمجھا کہ صاحب! ہم آپکے مہمان ہیں +

پنڈال جلسہ گاہ نہایت شاندار تھی۔ ایک عظیم الشان خیمہ تھا جو احاطہ جلسہ گاہ پر نصب تھا احاطہ کی دیواریں پختہ تھیں اور اندر کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ وسط میں سٹیج تھا جو معززین کے لئے مخصوص تھا سٹیج کے سامنے پریس کے قائم مقاموں کی جگہ تھی۔ سکھ گرلز اسکولوں کی طالبات مردوں کے پیچھے بلند جگہ پر بیٹھی تھیں۔ عورتوں کے لئے سٹیج کے دائیں طرف کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ ہمیں بتایا گیا کہ حاضرین کی تعداد دس ہزار ہے جنمیں سے تین ہزار عورتیں اور سات ہزار مرد ہیں۔ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ کانفرنس کا خیمہ سات ہزار کی لاگت سے تیار ہوا ہے اور یہ کہ کپڑے کا وزن ۲۵۰ من سے زیادہ ہے۔ پنڈال میں داخل ہونے کیلئے مختلف دروازے تھے داخلہ کی فیس صر ۵ سے ۵۰ تک تھی۔ اور محض ٹکٹوں سے ۲۷ ہزار روپیہ وصول ہوا۔ سادھوؤں اور ایڈیٹروں کے لئے کوئی فیس داخلہ نہ تھی +

۲۲ اپریل کا اجلاس سردار رگھبیر سنگھ کا ایڈریس ۱۱ بجے صبح سے کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا تھا جب ڈپٹی کمشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس اور دیگر افسر موجود تھے جس وقت ہم پہنچے اسوقت سردار رگھبیر سنگھ صاحب آف راجہ سانسی میر مجلس استقبالیہ کمیٹی اپنا ایڈریس پڑھ رہے تھے ایڈریس پنجابی زبان میں تھا۔ سردار صاحب نے اپنا فرض نہایت عمدگی سے اور بہت موزون الفاظ میں ادا کیا۔ آپنے بعض قصے سنا کر بتایا:۔

(۱) بھائیوں پر وار نہیں کرنا چاہیئے +

(۲) بھائیوں کی پرورش کرنی چاہیئے +

(۳) سکھوں کے چمڑے کی جوتیاں اگر بھائیوں کے کام آئیں تو خوش قسمتی ہے +

(۴) سکھ ہونا سانس کے ساتھ جائے۔ اپنی قوم کو اپنے نقطۂ خیال سے مفید سبق دینے کے بعد آپ نے موجودہ جنگ کا ذکر کیا اور سکھوں کی وفاداری پر زور دیتے ہوئے کہا۔ تعداد آبادی کے لحاظ سے سکھوں نے گورنمنٹ کی بہت خدمات کی ہیں۔ آخر میں سرکار کی فتح کے لئے دعا کی گئی +

سنت عطر سنگھ کی آمد سردار رگھبیر سنگھ ابھی ایڈریس پڑھ ہی رہے تھے کہ سنت باوا عطر سنگھ ساکن مستوآنہ تشریف لائے سنت صاحب کی آمد پر تمام حاضرین مرد و عورت کھڑے ہو گئے لڑکیوں نے گانا شروع کر دیا۔ اور چاروں طرف سے "ست سری اکال" کے نعرے بلند ہوئے۔ اکثر لوگ سنت صاحب کے پاؤں پر گرتے تھے اور ہاتھ تو قریباً سب نے ہی جوڑ رکھے تھے +

عام طور پر چیرز دینے کے لئے کہا جاتا تھا "جو بولے سوئی نہال" اور اس کا جواب تمام حاضرین کیطرف سے ہوتا تھا "ست سری اکال" لیکن باوا صاحب کی آمد پر عام نعروں کے علاوہ ایک جوشیلے سکھ نے اٹھ کر بلند آواز سے کہا

سنت کی مہما بید نہ جانے

اور اسپر تمام پنڈال کیطرف سے پرجوش نعرہ لگایا گیا +

میر مجلس کانفرنس کا ایڈریس استقبالیہ کمیٹی کے میر مجلس کا ایڈریس ہونے کے بعد جو دوسری اہم کارروائی ۲۲ اپریل کے اجلاس میں ہوئی وہ میر مجلس سکھ ایجوکیشنل کانفرنس اجلاس کے پریزیڈنٹ سردار کھڑک سنگھ بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل سیالکوٹ کا ایڈریس تھا۔ سردار صاحب "ست سری اکال" کے نعروں کے درمیان سٹیج پر آئے اور اپنا ایڈریس پڑھنا شروع کیا۔ ایڈریس پنجابی زبان میں۔ اور گورمکھی حروف میں چھپا ہوا تھا مگر صاحب پریزیڈنٹ جس کاغذ پر سے اپنا ایڈریس پڑھ رہے تھے۔ اسپر ایک نظر پڑ جانے سے ہمیں معلوم ہوا کہ یہ ایڈریس **اردو حروف میں لکھا ہوا تھا**

اور اس کا خلاصہ حسب ذیل تھا:۔

ابتدا میں حمد وثنائے باری کی گئی پھر ترن تارن میں جو کہ گرو ارجن صاحب جامع گرنتھ کی جگہ ہے اجلاس ہونے پر خوشی کا اظہار کیا گیا۔ اسکے بعد سکھوں کی بہادری کا تذکرہ کرکے انکو تعلیم میں ترقی کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ پریزیڈنٹ صاحب نے حاضرین سے کہا کہ ملکر کہو:۔

سارے ملکے کم کرانگے ۔ دیدھا دور کرانگے

یعنی ہم اتفاق سے کام کرینگے اور تمام پریشانی و تفکرات کا خاتمہ کر دینگے۔ پھر گورنمنٹ عالیہ کے ساتھ تعلق وفاداری رکھنے اور سرکار کے زیر سایہ ترقی کرنے کا اظہار کیا۔ سکھوں کی بہادری پر فخر کیا اور حاضرین کو توجہ دلائی کہ:۔

تعلیم وہی اعلیٰ ومفید تعلیم ہے جو مذہبی تعلیم سے معرا ہو۔ جس سے باہمی نفرت و دشمنی نہ پیدا ہو۔ جو تعلیم جھوٹ۔ حق کی خلاف ورزی۔ اور دوسرے کی حق تلفی کے جذبات پیدا کرے۔ ایسی تعلیم کے ہوتے ہوئے وہ زمانہ ڈھنڈھکار کا زمانہ ہے +

اس کے بعد بھائی تخت سنگھ صاحب نے بقایا حصہ ایڈریس تقریر کا پڑھا۔ اور مفصلہ ذیل امور پر زور دیا گیا (۱) مذہبی تعلیم دلانے کے لئے اپنے مدارس کی ضرورت ہے (۲) شراب پر تمہارا ایک کروڑ روپیہ سالانہ ضائع ہوتا ہے اسکی اصلاح کیجائے + (۳) بورڈنگ ہوسوں میں نیک سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ بورڈنگ میں ایک کمرہ گرو گرنتھ صاحب کے لئے ہو + (۴) ورزش۔ خوراک اور روشنی کا انتظام اچھا ہو + (۵) سکیم میں کتابیں کم ہوں + (۶) یونیورسٹی سے درخواست کیجائے کہ جس مضمون میں لڑکا ایک مرتبہ پاس ہو چکے اُس کا دوبارہ امتحان نہ لیا جائے کیونکہ ایسا کرنے سے فیل پاس اور پاس فیل ہو سکتے ہیں (۷) تعلیم نوکری کے لئے نہیں ہونی چاہیئے۔ (۸) تعلیمی زبان پنجابی ہو۔ عدالتوں کی زبان انگریزی و اردو ہے مگر ہر ایک پنجابی بولتا ہے +

یہاں پر پہنچکر چونکہ اُردو و پنجابی کا مقابلہ کیا ہُوا تھا اس لئے اُسے چھوڑ دیا گیا +

بعد کی کارروائی پریزیڈنٹ صاحب کی تقریر کے بعد حضور وائسرائے کی خدمت میں اظہار وفاداری کا تار دیا گیا اور کمانڈر انچیف کی خدمت میں سکھ فوجوں کو اُنکی خدمات پر مبارک باد دینے کا تار ارسال کیا گیا +

سٹروادن پرنسپل خالصہ کالج سٹیج پر آئے اور ہاتھ باندھ کر واہ گورو جی کی فتح اور واہ گورو جی کا خالصہ کہا لوگوں نے تالیاں بجائیں مگر کانفرنس کے ارباب حل وعقد نے تالیاں پیٹنے سے سختی کے ساتھ روکا +

سٹروادن کے بعد سنت سیورن سنگھ نے انتر دھیان ہونے اور دُعا کرنے کی تحریک کی۔ دعا کے بعد سنت باوا عطر سنگھ نے گرو نانک صاحب کے پاک الفاظ کو خوش الحانی سے پڑھا جس کا آغاز

اوّل اللہ نور اوپایا‘ سے ہُوا اور خاتمہ ’الو الکھ نہ جائے لکھیا‘ پر ہُوا۔ ہمارے نزدیک یعنی آج کے تمام اجلاس کی جان یہ سنت صاحب کا موثر پڑھنا تھا۔ سنت صاحب کے پُر اثر سرور کے بعد سکھ لڑکیوں نے اپنی دستکاری کے کام دکھائے اور فیروز پور کنیا مہاودیالی کی لڑکیوں کا کشیدہ کیا ہُوا ایک چھوٹا غالیچہ خاص طور پر پسند کیا گیا اُس پر نہایت عمدہ انگریزی زبان و حروف میں لکھا ہُوا تھا۔

”آیندہ نسل ویسی ہی ہو گی جیسی کہ نسل کی عورتیں اُسے بنائیں گی“

اس نمایش کے بعد سکھوں کی تعلیمی ترقی کی رپورٹ پڑھی اور پروفیسر سیورن سنگھ صاحب کی تقریر ہوئی جسمیں عیدانت کی تعریف تھی۔ اور سکھ قوم کو مخاطب کرکے کہا گیا:۔

”تعلیم ڈالر (روپیہ) کے لئے ہو جن قوموں کو ڈالر کے لئے تیار کیا گیا وہ لڑکر مر رہی ہیں“ ”ہم نے گرو نانک کا نام پہنچانا ہے دوسروں کے لئے جینا ہے“ +

چندہ اس کارروائی کے بعد چندہ ہُوا جسکی تعداد ۲۲۴۱۰ تھی مگر دوسرے روز اور رقوم وصول ہونے سے یہ رقم قریباً ۲۳ ہزار تک پہنچ گئی چندہ دینے والوں میں کراچی کا ایک متمول سکھ اور اسکی بیوی خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔ اس ایک شخص نے ۱۸۰۰ روپیہ اپنی طرف سے اور ۳۰۰ روپیہ اپنی بیوی کیطرف سے دیا۔

حادثہ ۵ بجے شام کو پہلے دن کی کارروائی ختم ہوئی حاضرین کے منتشر ہونے کے بعد آندھی آئی خیمہ اُڑ گیا۔ اور تمام لوگوں کو ایک قسم کی پریشانی کا سامنا ہُوا۔ ایک دو معزز لوگوں کو چوٹیں بھی آئیں۔ اس حادثہ کے سبب دوسرے دن کا اجلاس ۶ بجے صبح سے شروع کیا گیا +

شب رات کے ۱/۲ ۲ بجے سے ایک بڑے شامیانہ کے نیچے سکھ مرد وعورت جمع ہونے شروع ہو گئے گانا ہوتا تھا۔ سنت عطر سنگھ صاحب آسا کی وار پڑھتے ان کے بعد عورتیں اور مرد باری باری وہی پڑھتے +

دوسرا دن ۲۳- اپریل کو صبح ۶ بجے سے اجلاس کانفرنس شروع ہُوا۔ پریزیڈنٹ صاحب کی آمد پر شاندار استقبال ہُوا۔ لڑکیوں نے بھجن گایا جس کا مضمون تھا۔

سکھاں دے کم آوے گرو جی میری کھلڑی

یعنی میری کھال سکھوں کے کام آوے۔ کل کے حادثہ پر تقریریں ہوئیں۔ ماسٹر جودھ سنگھ ایم اے نے اندھیری کی مثال پیش کرکے اندرونی اختلافات سے بچنے کی تاکید کی اور سنت تیجا سنگھ ایم اے نے ایک بھجن پڑھا۔ اور عورتوں و مردوں کو مہارنی دلائی عورتیں کتنی تھیں:۔

ست نام واہ گورو

مرد کہتے تھے ”اکال پورکھ تو ہی ہے“

آج ریزولیوشنوں کا دن تھا۔ ریزولیوشن پیش ہو کر پاس ہوئے۔ گورمکھی زبان کی ترویج پر خاص زور دیا گیا محکمہ ڈاکخانہ سے درخواست کی گئی کہ گورمکھی جاننے والے کلرک رکھے جائیں۔ گورنمنٹ سے چاہا گیا کہ سکھوں کو خاص حقوق دیئے جائیں۔ یونیورسٹی کے سکھ فیلو زیادہ ہوں مدرس اور انسپکٹر زیادہ ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ آج بھی چندہ کیا گیا۔ اور عورتوں نے زیور اُتار اُتار کر دیئے۔ قریباً ۲ بجے اجلاس ختم ہُوا۔ آیندہ اجلاس کانفرنس کی تجویز منٹگمری میں ہوئی۔ ہم دو بجے کی گاڑی میں واپس چلے آئے +

ہماری رائے

یہانتک تو ہم نے کانفرنس کی کارروائی کا مختصر خاکہ کھینچا اور خلاصہ پیش کیا ہے مگر اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عینی مشاہد اور ذاتی شمولیت کے بعد خالصہ قوم کی تعلیمی سرگرمیوں اور اندرونی جذبات کے متعلق ہماری کیا رائے ہے اور ہمارا ہمدردی سے مملو قلب کن جذبات سے معمور ہے ہمیں امید ہے

کہ ہمارے سکھ بھائی ہماری باتوں پر توجہ فرماوینگے ؎

دیکھیں تو کس طرح نہیں ہوتا انہیں اثر
لو آج نامہ لکھتے ہیں خونِ جگر سے ہم

پیارے ناظرین۔ اگر ہمارے لئے موقع ہوتا۔ اور ہم ترنتارن کی زمین میں کانفرنس کے عظیم الشان پنڈال کے اندر خالصہ احباب کے تیار کردہ شاندار سٹیج پر کھڑے ہوکر آپکی کارروائی پر ایک نظر کرنے کے مجاز ہوتے تو ہم اپنے سکھ بھائیوں سے اس طرح خطاب کرتے

"مقدس نانک کے فدائیو! کلغی دھر کے شیدائیو! ہم اُس قوم سے تعلق رکھتے ہیں جو تمہارے پیشوا کو مقدس و پاکباز سمجھتی ہے جو نانک رح کے پاک کلام سے پیار کرتی اور سکھوں کو اپنا بھائی تصور کرتی ہے۔ سنو! ہم اُس قوم کے قائم مقام ہیں جو خدا کے برگزیدہ نانک پر زبان طعن دراز کرنے والوں کو نہیں نہیں بلکہ خالصہ گوروؤں کی شان میں بھی گستاخی کے کلمات لکھنے یا بولنے والوں کو اُسی نفرت کی آنکھ سے دیکھتی ہے جس سے تمہاری غیرتمند آنکھ ایسے لوگوں کو دیکھ سکتی ہے +

خالصہ جی! اس تمہید اور شناسائی کے بعد اب آپ سُنیئے کہ ہماری بے لاگ رائے کیا ہے؟

پیارے بھائیو! آپکا انتظام اعلیٰ۔ آپ کے اخلاق قابلِ تعریف۔ آپکا پنڈال عالیشان۔ آپکا لنگر وسیع۔ آپکا کیمپ شاندار۔ آپکے جلسہ کی حاضری دوسری کانفرنسوں سے بڑھ کر۔ آپکا جوش و ایثار قابلِ تقلید و قابلِ رشک۔ آپکے سرور و نغمے دلپسند آپکے بھجن اردا سی ذومعنی و دلپذیر۔ آپکے لیکچرار جہاندیدہ۔ آپکے مقرر دُور اندیش۔ آپکے گرنتھی ہوشیار اور آپکے سنت تصوف پسند ہیں۔ ہم آپکی مہمان نوازی کے مشکور۔ آپکی خوش اخلاقی کے مداح ہیں مگر خالصہ جی! احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے یہی کتاب پاک ہاں اُس کتاب مقدس کی جسکی نسبت باوا جی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

تھیے حرف قرآن دے تہیے سیپارے کیتن
تس وچ پند نصیحتاں مُسنکر کرو یقین

تعلیم ہے اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آپکی مہمان نوازی کے عوض میں ہم آپ کو وہ باتیں بتائیں جنپر توجہ کرنے سے آپ کا بھلا اور بہتری ہوگی +

سُنئے صاحبان! ہم نے افسوس سے دیکھا ہے کہ آپکے ہاں "ایک اونکار ست گورو پرشاد" سکھانے والے گورو کی تعلیم کے خلاف ہو رہا ہے۔ نہ تو کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سلام کرنے کو عزت سمجھتا ہے۔ آپکے سنجیدہ و سمجھدار افراد سنت عطر سنگھ اور دیگر سنتوں کے پاؤں پر گرنا موجب ثواب سمجھتے ہیں۔ ترنتارن دربار کے مندر پر دہلیز سے ہی سجدے شروع ہو جاتے ہیں اور کتاب کے سامنے سربسجود ہونا کوئی معیوب امر نہیں متصور ہوتا۔ آپکے گرنتھی صاحب نے دعا کرتے وقت جن الفاظ میں اکال کو مخاطب کیا اُنہی الفاظ میں حضرت باوا نانک کو بھی مخاطب کیا۔ خدا اور انسان ہر دو کو

کلغیاں والا گورو اور کلغیاں والا پریتم کہکر پکارا

پھر پیارو! ہم نے رنج سے دیکھا کہ تمہارے جیسی شجاع قوم عورتوں کی آزادی کے معاملہ میں اُس غیرت سے کام نہیں لیتی جو ایک بہادر قوم کا خاصہ ہونا چاہیئے تم اجازت دیتے ہو کہ جوان لڑکیاں مردوں کے درمیان سے گذر کر سٹیج پر آئیں۔ تم اجازت دیتے ہو تمہاری بالغ لڑکیاں سارنگیاں طبلے اور ہارمونیم بجا کر گانا سنائیں۔ تم پسند کرتے ہو کہ عورتیں اور مرد بلا روک ٹوک ملیں تمہارے پنڈال میں عورتوں کے اندر برابر جوان مردوں کی آمد و رفت تھی جو کچھ ہم نے سُنا اور خود مشاہدہ کیا اُسکی بنا پر ہم علی الاعلان کہہ سکتے ہیں کہ تمہارا یہ طرزِ عمل ہرگز ہرگز مفید نتائج نہیں پیدا کر سکتا عورتوں کو تعلیم دلاؤ۔ جائز آزادی دو مگر اُن کو مناسب پردہ سکھاؤ۔ اور اپنی کانفرنس کو دیہاتی جاٹوں کا میلہ بنانے سے پرہیز کرو +

اس کے بعد خالصہ برادران! سنو آپ سرکار عالیہ کے وفادار ہیں اور آپکی وفاداری کے شاہد دجلہ و سویز کے سُرخ پانی۔ دردانیاں کی خون آلود سنگلاخ زمین فرانس و بلجیم کے خونین میدان ہائے کارزار ہیں۔ مگر ہمیں شکوہ ہے شکایت ہے رنج ہے افسوس ہے کہ آپنے اُس سرکار کی وفاداری سے انحراف کیا اور کر رہے ہیں جسکی اطاعت آپ کو دین و دُنیا میں عزت بخشتی اور آپ کے سینہ کو اُن تمغات سے مزین کرتی جنکی قیمت کا انسانی عقل اندازہ نہیں کر سکتی۔ ہماری مراد اس کلام سے یہ ہے کہ آپ نے گرو نانک علیہ الرحمۃ کے ارشادات کی جو حقیقتاً اُن کے نہیں بلکہ خداوند عالم کے القا کردہ ارشادات ہیں خلاف ورزی کی ہے +

آپ ہیں کہ قرآن کریم کی عزت نہیں کرتے۔ حالانکہ آپ کے گرو صاحب نے آپ کو حکم دیا تھا کہ قرآن کریم کی نصیحتیں "مُسنکر کرو یقین" پھر آپ ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنا تو درکنار آپکی مطہر و مقدس ذات کا احترام بھی مدنظر نہیں رکھتے۔ حالانکہ نانک شاہ کا صریح و واضح حکم تھا

"پاک پڑھیو کلمہ رب دا محمد نال ملائے
ہویا معشوق خدائے دا ہویا تل الہہ"

پھر آپ ہیں کہ ایک نئی ہندی و سنسکرت سے بھری زبان پیدا کرنے کے شوق میں اُردو عربی و فارسی الفاظ کا قلع قمع کر رہے ہیں حالانکہ آپ کے جلسہ میں اگر کسی چیز نے روحانیت کا تھوڑا سا رنگ پیدا کیا تو سنت عطر سنگھ کے مُنہ سے سب سے بڑے سکھ نانک شاہ کے اُن اقوال کی تلاوت تھی جنمیں "اوّل اللہ۔ نور۔ خالق۔ خلق۔ وغیرہ۔ الفاظ اُس زبان کے وارد تھے جسکی "تیتئے حروف" ہیں اور جو قرآن پاک کی زبان ہے۔ کیا آپ پنجابی آفرینی کے جوش میں یہ فراموش نہیں کر دیتے کہ آپکی مقدس کتاب میں فارسی ہے اور آپکے ایک واجب الاحترام گورو کا کلام فارسی میں بھی ہے یہ وہی گورو یعنی دسویں بادشاہ گوبند سنگھ ہیں جو فرماتے ہیں :-

منم کشتہ ام کوہیاں بت پرست
کہ او بت پرست اند و من بت شکن

پس صاحبان! ہم یہ کہنے سے نہیں رک سکتے کہ آپ وفادار ہوکر بے وفائی کر رہے ہیں :-

اے وِیروتے بھِتو! سنو نانک سے سچی محبت یہی ہے کہ نانک کے مذہب پر چلو۔ اے صوفی منش سادہ مزاج سنتو! آؤ دیہاتی لباس چھوڑ کر مقدس نانک کا چولہ زیب تن کرو اور سُمرنی پار جھارنی دلانے کی بجائے پانچ نمازیں باقاعدہ پڑھو۔ "پرار تھنا" (دعا) پر ایمان رکھو زندہ مذہب اسلام کی شرن میں آجاؤ۔ اور ہمارے ساتھ ملکر نعرے ایک جے کارہ بلاؤ۔ "جو بولے سو نہال" ست سری اکال۔ اور پھر پاک پڑھیو کلمہ رب دا۔ محمد نال ملائے کہو جی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ +

پس خالصہ جی! یہ ہے ہماری رائے۔ جو ہم عالم خیال میں آپکے سٹیج پر کھڑے ہوکر سنا چکے ہیں اور جسکے تحمل کے ساتھ سننے

دعوت الی الخیر

قاضی محمد عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی کی چٹھی

تبلیغی کوششیں

برادرم محمد سلمان (نومسلم) ایک صاحب سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ بہت قریب آگیا ہے۔ اُس نے چند سوالات بھیجے تھے جو جواب کیلئے میرے پاس آئے جواب خوب کھولکر دیا گیا ہے اور ایک کتاب ٹیچنگز آف اسلام بھی بھیجی گئی ہے۔ بہن سلیمہ تبلیغ کے کام میں بہت جوش رکھتی ہیں وہ چاہتی ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون مسیح کا صلیب پر سے بچ جانا۔ اور قبر مسیح کا سرینگر میں ہونا۔ ترجمہ کرکے کثرت سے شائع کیا جائے۔ ایک اور شخص ہے اگرچہ وہ مسلمان تو ابھی نہیں ہوا لیکن سب کچھ مانتا ہے اور تبلیغ کے کام میں بہت حصہ لیتا ہے ترجمۃ القرآن کے متعلق کئی خط آرہے ہیں کیا قیمت ہے نمونہ بھیجو ✦ ایک صاحب لکھتے ہیں میں اس کے لئے بہت مشتاق ہوں۔ قیمتاً خریدنے کو تیار ہوں جلد منگوا کر دیجئے ✦

ایک انگلش نژاد کا خواب

پھر قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک ممبر سلسلہ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ مَیں نے ایک وقت میں خواب دیکھا کہ اسلامک ریویو ایک گدلے اور کیچڑ والے پانی میں بہتا جاتا ہے ایک بھاری بھرکم جسم والی عورت اس کو دیکھ رہی ہے اور بے اختیار کہہ رہی ہے۔

[illegible]

[illegible]

یہی جگہ اس کے مناسب حال ہے ✦

ووکنگ کی نسبت ایک خاتون کی رائے

پھر لکھتے ہیں کہ ایک خاتون کا خط آیا ہے اور وہ لکھتی ہے کہ بہت مدت سے میری یہ رائے ہے اور یہ ہے بھی ظاہر کہ ووکنگ میں بعض باتیں بہت ہی بُری ہیں۔ اس خاتون کا لباس جس کا اسلامک ریویو کے پرچے میں فوٹو شائع ہوا ہے اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ اُس خاتون نے قرآن کو پڑھا نہیں ہے اور یا پھر اس کا مطلب نہیں سمجھی۔ ہم عورتوں کی نسبت تو حکم ہے کہ ہم اپنے جسم کو چھپائے رکھیں۔ ایک مسلمان عورت کا وگن فیشن رکھنا بہت

افسوسناک بات ہے ✦

سابق کمانڈران چیف افواج ہند کا نامۂ نامی

قاضی صاحب اپنی ۲۳ مارچ کی چٹھی میں رقمطراز ہیں پچھلے دنوں مَیں نے تین افسروں کو جو ہندوستان میں رہ چکے ہیں خط لکھے تھے ان میں سے ایک سر او مور کریگ بالقابہ سابق کمانڈران چیف افواج ہند میرے خط کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں "میں آپکی ۱۱ مارچ کی چٹھی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جسکو مَیں نے بہت دلچسپی سے پڑھا۔ میں مرزا غلام احمد اوف قادیان کے دعوے کے متعلق بہت کچھ سنتا رہا ہوں اور میں انھیں جانتا ہوں" ✦

پچھلے خط میں مَیں نے لکھا تھا کہ ایک شخص کو ٹیچنگز آف اسلام بھیجی ہے اس کا خط آگیا ہے وہ لکھتا ہے مَیں نے اس کتاب کو دلچسپی سے پڑھا ہے۔ اب اس شخص کو الہام کی ضرورت۔ قرآن کریم کی عظمت۔ اس کا جامع ہونا۔ اور سب نبیوں پر ایمان لانے اور اس زمانہ کے نبی کے متعلق لکھا ہے اور یہ بھی واضح کردیا ہے کہ خدا تعالیٰ تک لیجانے والا اب وہی مذہب ہو سکتا ہے جس پر چلکر آج بھی کوئی نبی بن سکتا ہے اور وہ آج ایک ہی مذہب ہے اس کا نام اسلام ہے۔

ایک مخلص کی امداد

ایک دوست جو چوہدری صاحب کا بھائی بنا ہوا ہے اُس کا خط آیا ہے وہ لکھتا ہے کہ مَیں نے گذشتہ دو ہفتوں میں ۲۴ کتابیں اسلام پر لکھی ہوئی۔ لوگوں میں تقسیم کی ہیں اور ایک شخص نے اسلام کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے مجھے کہا کہ آپ کو دھوکہ لگ رہا ہے اس لئے خوب سوچ بچار کرلو مَیں نے اُسے کچھ کتابیں دیدیں۔ اب وہ لکھتا ہے کہ میں اب اسلام کو پہلے کی نسبت بہت اچھی طرح سمجھنے کے قابل ہوگیا ہوں۔ یہ حالات بتاتے ہیں کہ احمدیہ لٹریچر دلوں میں گھر کرتا جاتا ہے۔

ظہور المہدی جلد خرید لو کہ پھر یہ کتاب جسمیں احمدیہ مذہب کا مفصل و مدلل بیان ہے۔ نہیں مل سکے گی۔ قیمت ۸/ منیجر الفضل کے نام درخواست بھیجو ✦

سفر مدراس

از مفتی محمد صادق صاحب

دھلی میں چند گھنٹے قیام کرنے اور حکیم خلیل احمد صاحب سے مفید تبلیغی حالات سے آگاہی حاصل کرنیکے بعد عاجز براہ منماڈ حیدر آباد کو روانہ ہوا۔ ریل میں گوالیار کے قریب ایک پیرمرد مقبول صورت میرے ساتھ سوار ہوئے۔ اُن کو دیکھتے ہی میری طبیعت مائل ہوئی کہ اس شخص کو تبلیغ کرنی چاہیئے۔ میں ان کیطرف متوجہ ہونے سے قبل دُعا کرتا تھا کہ انھوں نے خود ہی گفتگو شروع کی جو ناظرین کی دلچسپی کے واسطے درج ذیل کی جاتی ہے ✦

پیر مرد۔ آپ کہاں تشریف رکھتے ہیں ؟

صادق ۔ مہدی آباد (اسپر انھوں نے بھی لفظ مہدی آباد کا دُہرایا۔ اور چپ سے ہوگئے۔ گویا سوچتے ہیں کہ مہدی آباد کہاں ہے۔ چند منٹوں کے بعد بولے) ✦

پیر مرد۔ مہدی آباد کہاں ہے۔ جناب !

صادق۔ جہاں منارۃ البیضاء ہے ✦

پیر مرد۔ اوہ ! بہت دور کے رہنے والے ہیں۔ آپ منارۃ البیضا (تھوڑی دیر تک پھر کچھ سوچ کر فرمانے لگے) جناب منارۃ البیضا کہاں بنا ہے ✦

صادق۔ جہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہوئے ✦

پیر مرد۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام ؟ (تعجب سے) ✦

صادق ۔ ہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام ✦

اسپر پھر کچھ سوچ میں پڑے رہے۔ اور اُس کے بعد فرمایا۔

پیر مرد۔ تو جناب مہدی آباد کس علاقہ میں ہے کچھ اور نام بھی وہاں کا ہے ✦

صادق۔ ہاں اُسے قادیان کہتے ہیں پنجاب میں ہے۔ حضرت مہدی کے وہاں ظاہر ہونے کے سبب مَیں نے اُسے مہدی آباد کہا ہے ✦

پیر مرد۔ او۔ قادیان۔ جہاں مرزا غلام احمد صاحب ہوئے ہیں اس کے بعد مَیں نے حضرت کے حالات سُنانے شروع کئے درمیان میں وہ کچھ کچھ سوالات کرتے گئے۔ انکے بھی جواب دیئے گئے۔ وفات مسیح۔ مسیح اور مہدی ایک ہے مسیح کا

Digtized by Khilafat Library

کام کیا ہے۔ اس کا ماننا کیوں ضروری ہے۔ دعوئے نبوت۔ بعض پیشگوئیاں۔ موجودہ خلیفہ صاحب۔ انجمن سلسلہ کا انتظام سب باتوں پر انھوں نے تشفی کا اظہار کیا۔ پھر میں نے کتاب تحفۃ الملوک دی کئی اسٹیشنوں تک مطالعہ کرتے رہے۔ پھر میں نے شرائط بیعت دکھائے۔ اور درخواست بیعت دکھائی۔ سب پڑھ کر بڑی خوشی سے اپنے دستخط کئے (قاضی عبدالرحیم) اور پورا پتہ لکھا۔ فارم بحضور حضرت خلیفۃ المسیح بھیجدی گئی ہے۔ اور جب انکے اُترنے کا اسٹیشن آیا۔ تو بہت ہی شکریہ ادا کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ میرا پتہ لکھ کر لے گئے۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا کرے +

اسکے بعد ایک اسٹیشن پر چند مسافر سوار ہوئے۔ انھوں نے ذکر کیا۔ کہ ہمارے گاؤں میں طاعون ہے اور گاؤں باہر نکلا ہوا ہے۔ اسی پر گفتگو چلی۔ طاعون آنے کا سبب اور اس کا علاج۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی۔ حضرت کا دعویٰ اور دلائل اختصاراً بیان کئے گئے۔ ان میں سے تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ نے قبول کرنیکی توفیق عطا فرمائی۔ سید جمال صاحب۔ شیخ محی الدین صاحب۔ الٰہی بخش صاحب۔ فہرست حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کر دیگئی ہے +

ان کے علاوہ چند اور شخصوں کو بھی تبلیغ کا موقعہ ملتا رہا۔ جمعرات کی صبح کو عاجز حیدر آباد پہنچا۔ مولوی محمد سعید صاحب۔ میر بشارت احمد صاحب۔ حافظ محمد اسحٰق صاحب و دیگر احمدی برادران اسٹیشن پر موجود تھے۔ برادرم حافظ صاحب اپنی موٹر کار (اللہ تعالیٰ انھیں مبارک کرے) میں سوار کرا کر انجمن احمدیہ کے مکان میں لے گئے۔ مگر وہاں سے مکرمی مولوی غلام اکبر خان صاحب باصرار تمام اپنے پاس لے گئے۔ جمعہ وہاں پڑھا۔ اور برادرم حاجی محمد عمر الدین صاحب حیدر آباد سے میرے ہمراہ ہوئے تاکہ مدراس کے کام میں معاون ہوں۔ حیدر آباد کی انجمن احمدیہ کا دفتر میر بشارت احمد صاحب کی کوشش اور محنت سے باقاعدہ اور قابل تعریف ہو رہا ہے۔ چندوں کی مقدار میں بہت ترقی ہوگئی ہے۔ تمام ضروری اور مفید رجسٹر کار آمد بیشانیوں کے ساتھ خوشخط اندراج کے ساتھ کھولے گئے ہیں لائبریری کی کتابیں بھی عمدگی کے ساتھ الماریوں میں سجائی جاچکی ہیں +

حیدر آباد میں ایک خواجہ صاحب ہمخیال سے ملاقات ہوئی۔ نبوت مسیح موعودؑ پر گفتگو ہوئی۔ فرمانے لگے کہ میں حضرت مرزا صاحب کو ایسا ہی جزوی نبی مانتا ہوں جیسا کہ یحییٰ زکریا۔ یونس نبی بھی جزوی نبی تھے۔ یہی بات مجھے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے معلوم ہوئی ہے۔ کاشکہ خواجہ صاحب کا بھی یہی مذہب ہوتا۔ خلافت کے متعلق ان کو یہ سمجھایا گیا تھا۔ کہ مبائعین خلافت کو صرف اہلبیت کے واسطے مخصوص یقین کرتے ہیں۔ اور اسی واسطے میاں صاحب کی بیعت کر لی ہے۔ ان کا یہ خیال بھی دُور کیا گیا اور حضرت فضل عمر کی ذاتی عظمت۔ علم۔ تقویٰ۔ صلاحیت جذب۔ عبادت۔ زہد۔ رُوحانی قوت کا اظہار ان کے سامنے کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ ہدایت پانے کی توفیق دے +

نہایت تعجب کی بات ہے کہ منکرانِ خلافت اپنی ذاتی عداوتوں اور کاوشوں کے سبب ہر جگہ اہلبیت کی توہین اور تذلیل اپنا فرض اولیٰ سمجھتے ہیں۔ اور اس بات سے نہیں ڈرتے۔ کہ یہ سب تذلیل اُلٹ کر اُنکی اپنی اولاد پر پڑنے والی ہے۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب +

حضرت خلیفۃ المسیح کا جواب ایک خواستگار بیعت کو

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کیخدمت میں خط لکھا کہ مسئلہ نبوت و کفر و اسلام میں پیغام کا ہمخیال ہوں اور سلسلہ خلافت کا بھی قائل نہیں اور جناب کیخدمت میں درخواست بیعت بصورت ایک امیر ماننے کے کرتا ہوں گو ایسے امیر سلسلہ احمدیہ کے واسطے اور بھی ہو سکتے ہیں لیکن میں باوجود اختلاف عقائد کے بمقابلہ دیگر امیران سلسلہ کے آپکو زیادہ عزیز جانتا ہوں۔ جماعت احمدیہ میں تو میں پہلے بھی داخل ہوں لیکن حضور کی مستجاب دُعاؤں سے بھی فائدہ اُٹھانا چاہتا ہوں اسواسطے جناب کے ہاتھ پر بھی باقرار اطاعت در معروف سلسلہ احمدیہ کے رشتہ اخوت میں آنا چاہتا ہوں۔ براہ نوازش بیعت منظور فرما کر منظوری سے مطلع فرما دیں +

حضرت خلیفۃ المسیح نے جواب لکھوایا۔ اگر آپ صرف دعا سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں تو دعائیں ہر مذہب اور ملت کے آدمیوں کیلئے کرتا ہوں۔ اسکے لئے احمدی ہونا۔ احمدیوں میں سے مبائع ہونا شرط نہیں۔ ہندو اور عیسائی بھی مجھے دُعا کیلئے لکھتے ہیں اور میں انکے لئے دُعا کرتا ہوں پس اگر یہی غرض آپکے بیعت کرنیکی ہے تو یہ غرض مبارک ہے۔ آپ اپنی اصلی حالت پر رہیں اور مجھے کبھی کبھی دُعا کیلئے یاد دلاتے رہیں اور اگر بیعت کی غرض اتحاد جماعت کا قائم رکھنا ہے تو پھر اس شرط پر میں آپ کی بیعت منظور کر سکتا ہوں کہ انتظام جماعت کے متعلق آپ کو میرے تمام احکام ماننے پڑینگے۔ مسائل اختلافیہ میں نہ میں آپکے عقائد کا ذمہ وار اور نہ آپ میرے عقائد کے ذمہ وار۔ نہ آجتک کوئی خلیفہ عقائد میں جماعت کا ذمہ وار ہوا ہے۔ لیکن عقائد کے متعلق اتنی احتیاط ضروری ہوگی کہ جب میں کسی مسئلہ پر بحث جماعت کے اختلاف کا باعث قرار دوں۔ تو اسپر بحث کرنے سے کنارہ کشی کرنی ہوگی۔ اگر ان شرائط پر آپ بیعت کرنا چاہتے ہیں تو آپکی بیعت منظور ہے +

کافر کا جنازہ جائز نہیں

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتدائے زمانہ اسلام کی بات تھی۔ جبکہ تبلیغ پورے طور پر نہ ہو چکی تھی۔ بعد میں تو مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فعل کیطرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازہ کی اجازت دی تو وہ بھی اوائل کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتویٰ کو جاری سمجھا تو وہ اسکی اجتہادی غلطی تھی۔ جسکو حضرت خلیفہ اوّل نے صاف حکم کے ساتھ ادا کر دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں +

جھوٹی شہادت چھاپی

پیغام نے مسئلہ کفر و اسلام وغیرہ میں عبدالرؤف کے نام سے ایک شہادت چھاپی ہے۔ اس نے اطلاع دی ہے کہ پیغام والوں نے مجھ پر افترا کیا ہے +

وی پی

جن اصحاب کا چندہ ماہ اپریل میں ختم ہو چکا ہے ان کے نام اگلا پرچہ وی پی ہوگا مہربانی فرما کر واپسی سے نقصان نہ پہنچائیں +